۴۷واں باب

نبوت کا پانچواں سال (جاری)

بے خوفی کے ساتھ ڈنکے کی چوٹ پر حرم میں تلاوتِ قرآن

واقعہ غرانیق

۴۷ واں باب

بے خوفی کے ساتھ ڈنکے کی چوٹ پر حرم میں تلاوتِ قرآن

اہلِ ایمان مکّہ میں اب دب کر نہیں رہ رہے تھے، مختلف قبائل میں اپنے درمیان بزرگوں کی جانب سے اہلِ ایمان کو کوسنے اور زود و کوب کرنے کا تھوڑا بہت سلسلہ جاری تھا مگر اب کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اعلانیہ انھیں مارا پیٹا جاتا یا حرم میں نماز سے روکا جاتا، حبش میں عزت و اطمنان کے ساتھ مسلمان مہاجرین کے قیام نے منظر کو تبدیل کر دیا تھا۔ اہلِ مکّہ جان گئے تھے کہ محمد ﷺ کی جمعیت ایک قوّت ہے، اُس کی اخلاقی قوت تو پہلے ہی مسلّم تھی اب وہ ایک توانا اقلیت بھی تھے جسے نظر انداز کرنا ممکن نہیں تھا۔

کفار ایک عجیب اور ناقابلِ یقین افسانہ تراشتے ہیں

اِن حالات میں ایک عجیب واقعہ ہوا: ایک روز نبی ﷺ نے حرم میں موجود قریش کے ایک بڑے مجمع کے سامنے باآواز بلند قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی، مجمع میں اہلِ ایمان اور کفارِ قریش دونوں ہی کے لوگ بڑی تعداد میں حاضر تھے۔ آپؐ کی اخلاقی برتری سے تو سب ہی مرعوب و خائف تھے، اللہ اپنے نبیوں کے چہروں میں جو نور اور رعب ڈالتا ہے وہ تو کفار کو مار ہی ڈالتا تھا۔ پھر جس لحن اور جس سوز سے آپؐ نے دل کی گہرائیوں اور اخلاص کی انتہاؤں سے اپنے شہر والوں کو پکارا تو اُس قادرِ مطلق، مقلب القلوب ہستی نے جس کی مٹھی میں سارے انسانوں کے قلوب ہیں، مجمع کے سارے انسانوں کو مبہوت اور مسحور کر دیا، خالقِ کائنات کا قولِ فیصل بیان ہونے لگا، توحید کی صداقتِ حسین کے ساتھ جب حیات بعد الموت اور حشر کا تذکرہ ہوا، دل نشین و دل گداز نصیحتیں سوز و آہنگ اور شخصیت کی کشش و جاذبیت کے ساتھ کانوں سے ہوتی ہوئی قلوب میں اُترنے لگیں تو سارا مجمع ایک وجد میں آگیا اور قبول حق کے لیے آمادگی دکھانے لگا، پھر جب آخر میں آپؐ ان آیات پر پہنچے:

- اَفَمِنۡ ھٰذَا الۡحَدِیۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ اب کیا یہی وہ باتیں ہیں جن پر تم اظہار تعجب کرتے ہو؟
- وَ تَضۡحَکُوۡنَ وَ لَا تَبۡکُوۡنَ ﴿۶۰﴾ ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟
- وَ اَنۡتُمۡ سٰمِدُوۡنَ ﴿۶۱﴾ اور گا بجا کر انھیں ٹالتے ہو؟
- فَاسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ وَ اعۡبُدُوۡا ﴿۶۲﴾ جھک جاؤ اللہ کے آگے اور بندگی بجالاؤ۔

اِن آیات کی تلاوت کرتے ہی آپ ﷺ سجدے میں گر گئے تو تمام سامعین بھی آپ کے ساتھ سجدے میں گر گئے اور مشرکین کے وہ بڑے بڑے سردار تک، جو مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے اور قرآن سننے سے لوگوں کو روکتے تھے، سجدہ کیے بغیر نہ رہ سکے۔

بخاریؒ، مسلمؒ، ابوداؤدؒ اور نسائیؒ روایت کرتے ہیں کہ: اَوَّلُ سُوۡرَۃٍ اُنۡزِلَتۡ فِیھا سجدۃٌ النجم یعنی پہلی سورۃ جس میں آیتِ سجدہ نازل ہوئی سُوۡرَۃُ النَّجۡم ہے۔ایک اور لحاظ سے اسے اوّلیت حاصل ہے وہ یہ کہ قرآن مجید کی یہ پہلی سورۃ ہے جس کی آپؐ نے حرم میں موجود ایک بڑے مجمع کے سامنے با آواز بلند تلاوت فرمائی۔

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کفار میں سے صرف ایک شخص امیہ بن خَلف کو دیکھا کہ اس نے سجدہ کرنے کے بجائے کچھ مٹی اٹھا کر اپنی پیشانی سے لگالی اور کہا کہ میرے لیے بس یہی کافی ہے۔ بعد میں میری آنکھوں نے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل ہوا۔اُس دن سجدے میں گرنے نے کفار کے دلوں کی گرہیں کھول دی تھیں، شیطان بہت عرصے تک انھیں تھامنے کی کوشش کرتا رہا اور پھر سے گرہیں باندھیں لیکن آخر کار فتح مکّہ کے ساتھ سب ہی ایمان لے آئے۔

جب آپؐ یہ سورۃ سنا رہے تھے تو شدت تاثیر کا حال یہ تھا کہ آپؐ کے شروع کرتے ہی لوگ اسی میں کھو گئے،اپنی طے شدہ اسکیم کے مطابق کفار کو اس پر شور مچانا یاد ہی نہ رہا، اور تلاوت کے خاتمے پر جب آپؐ نے سجدہ فرمایا تو وہ بھی تمام سجدے میں گر گئے۔ بعد میں اُنھیں پشیمانی ہوئی کہ یہ ہم سے کیا ہو گیا اور لوگوں نے بھی انھیں طعنے دینے شروع کر دیے کہ دوسروں کو تو سننے سے منع کرتے تھے ، مگر محمد ﷺ کے سامنے بالکل عاجز ہو گئے، خوب توجہ سے سنا اور سجدہ بھی کر گزرے۔ اپنی اس غلطی کی توجیہہ کے لیے اُنھوں نے یہ بات بنائی کہ ہمارے کانوں نے تو: اَفَرَءَیۡتُمُ

اللّٰتَ وَالْعزّیٰ۔ وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْریٰ کے بعد محمدؐ کی زبان سے یہ الفاظ سنے تھے تلك الغرانقة العُلیٰ، وان شفاعتهن لترتجیٰ [یعنی: یہ عالی شان دیویاں ہیں اور ان کی شفاعت ضرور متوقع ہے] اس لیے ہم نے سمجھا کہ محمدؐ ہمارے دین پر واپس آ گئے ہیں۔ حالاں کہ کوئی فاطر العقل آدمی بھی یہ باور نہیں کر سکتا ہے کہ توحید سے بھرپور اس کلام میں ان متضاد شرکیہ فقروں کے فٹ ہونے کی ذرہ برابر بھی کوئی گنجائش ہے؟

واقعہ غرانیق کی حقیقت

دشمنانِ اسلام نے اس عظیم الشّان قصّے سے جو اسلام کی حقّانیت اور رسول اللہ ﷺ کی بارعب وپرنور شخصیت کا ایک بہترین نقشہ کھینچتا ہے، اس طرح فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی کہ وہ بے ہودہ اور جھوٹی بات جو کفار نے اپنے سجدے میں گر پڑنے کی تاویل کے لیے اپنے دل سے گھڑی، اُس کو جھوٹی اور جعلی روایتوں اور من گھڑت اسناد کے ذریعے ذاتِ گرامیؐ سے اس طرح منسوب کر دیا، کہ [نعوذُ باللہ من ذالک] وہ کفار کو ذرا نرم کر کے راضی کرنے کی ایک شعوری کوشش تھی۔ بات پھر یہیں پر ختم نہیں کی بلکہ شیطان کو بیچ میں لا کر اُس کا یہ کارنامہ گنوایا گیا کہ اُس نے یہ آیت آپؐ پر القا کر دی یا پھر آپ کی آواز بنا کر مجمع کو سنا دی، پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپؐ پر عتاب کے لیے قرآن کریم کی کچھ آیات کو بھی چنا گیا کہ اِن آیات کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ناراضی کا اظہار فرمایا۔ یوں یہ پورا افسانہ تیار ہوا جسے نادانی سے بعض محدثین اور مفسرین نقل در نقل کرتے چلے آئے اور مستشرقین نے اس کو بنیاد بنا کر اسلام پر طعن وطنز کے خوب خوب تیر برسائے۔ اس سارے افسانے کا نام واقعہ غرانیق قرار پایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ علمائے کرام کے ایک بڑے طبقے نے ہر زمانے میں اس کا تعاقب کیا اور اس کو بے بنیاد ثابت کیا۔ سیرت کی کتب میں اس کی بودی منطق اور تغلیط پر پورے پورے ابواب موجود ہیں، اس ضمن میں محمد حسین ھیکل مصری کی 'حیاتِ محمد ﷺ' کا باب واقعہ غرانیق صفحہ ۲۴۱ تا ۲۵۳، سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تفہیم القرآن میں سورۃ حج کا حاشیہ ۱۰۱ اور 'سیرت سرورِ عالم ﷺ' جلد اوّل میں صفحہ ۵۷۱ تا ۵۷۸ قابلِ مطالعہ ہیں، شبلی نعمانیؒ نے اپنی شہرہ

آفاق کتاب سیرۃ النبی ﷺ حصہ اوّل میں اس افسانے پر مختصر مگر جامع نوٹ لکھا ہے دیکھیے صفحہ ۱۶۵۔ صفی الرحمٰن مبارک پوری صاحب نے لکھا ہے کہ کفار کا یہ کہنا کہ انھوں نے [یہ] سنا: 'تلك الغرانقة.......لترتجی' رسول اللہ ﷺ پر افتراپردازی ہے، وہ اپنا دامن بچانے کے لیے اس طرح کا جھوٹ کیوں نہ گھڑتے؟ محققین نے اس روایت کے تمام طرق کے تحلیل و تجزیے کے بعد یہی نتیجہ اخذ کیا ہے۔[الرحیق المختوم صفحہ ۱۳۴]

ابن سعد کا بیان ہے کہ رجب ۵ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک مختصر جماعت حبش کو ہجرت کر چکی تو پھر دو ماہ بعد، رمضان المبارک میں سورۂ نجم کی مجمع عام میں تلاوت اور پھر کافر و مومن سب کا آپ کے ساتھ سجدے میں گرنے کا واقعہ پیش آیا۔ حبش کے مہاجرین تک یہ قصہ تبدیل شدہ شکل میں اس طرح پہنچا کہ کفار مکّہ مسلمان ہو گئے ہیں۔اس خبر کو سن کر ان میں سے کچھ لوگ اگلے ماہ شوال میں مکّہ واپس آ گئے، مگر یہاں آ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی اور حالات وہی ہیں جس طرح پہلے تھے، چناں چہ دوسری ہجرت حبشہ واقع ہوئی جس میں پہلی ہجرت سے بھی زیادہ لوگ مکّہ چھوڑ کر چلے گئے۔ آیئے سورۃ کا مطالعہ کرتے ہیں:

۶۴: سُورَۃُ النَّجم [۵۳ — ۲۷:قال فما خطبکم]

اس کے نزول کا موقع رمضان ۵ نبوی ہے۔ جیسا کہ اس باب کے آغاز میں بیان کیا گیا کہ اسلام اور اہلِ اسلام نے ضعف اور کمزوری سے نکلنا شروع کیا ہے، یہ بڑا مناسب موقع ہے کہ کفارِ مکّہ کو پھر توجہ دلائی جائے کہ شرک کی غلاظت سے نکل کر توحید کی طرف آ جائیں۔

رسالت پر اعتراضات کا جواب

اس سورۃ میں اللہ تبارک و تعالیٰ بات یوں شروع کرتے ہیں کہ ہمارا رسول، محمد ﷺ کوئی بہکا یا بھٹکا ہوا آدمی نہیں ہیں، جیسا کہ تم اس ذاتِ گرامی کے بارے میں کہتے پھرتے ہو۔ تمھارا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ یہ دعوت اور قرآن اُس نے خود اپنے دل سے گھڑ لیا ہے جو کچھ وہ تمھارے سامنے

پیش کر رہا ہے وہ وحی الٰہی ہے جو اُس نے کسی انسان یا پسِ پردہ کسی ہستی سے نہیں سنا بلکہ اس فرشتے جبریلِ امین کو خود دیکھا ہے جس کے ذریعہ سے ان کو یہ وحی کی جاتی ہے۔اس ذاتِ گرامی ﷺ کو اپنے رب کی عظیم نشانیوں کا براہ راست مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ان سے تمھارا فضول بحث کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی نابینا، ایک تندرست بینا آدمی سے ان چیزوں کے بارے میں بحث کرے جو اسے نظر نہیں آتیں اور آنکھوں والے کو نظر آتی ہیں۔اِس طرح سورہ کا آغاز رسالت کی حقّانیت اور اور اُس کے دفاع پر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گرتے اور غروب ہوتے ستارے کی قسم کہ تمھارا رفیق [یعنی محمد ﷺ] نہ گم راہی کا شکار ہے اور نہ ہی ذہنی اغوا [جنون] کا۔وہ اپنی مرضی سے زبان نہیں کھولتا، یہ کلام مجید تو اللہ کی جانب سے اُس پر نازل [وحی] کیا جاتا ہے اور اس کلام کو توزبردست قوّتوں والے صاحب عقل و کردار [جبریلِ امین] نے سکھایا ہے جو بڑا صاحب حکمت ہے۔آپؐ تک اس کلام کو پہنچانے کے لیے وہ اُفقِ اعلیٰ سے نمودار ہوا اس طرح کہ وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا، پھر [نبی ﷺ کے] قریب آیا اور اُنؐ کے اوپر اتنا جھکا کہ دو کمانوں کے بقدر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا، یوں اُس نے وحی پہنچائی جو وحی بھی اسے اللہ کی جانب سے پہنچانے کے لیے ملی تھی۔یہ وہ کچھ ہے جو اُسؐ کی آنکھوں نے دیکھا ہے، یہ دل کی خیال آرائیاں نہیں ہیں، اب کیا تم اس چیز کا انکار کرتے ہو جسے وہ بچشمِ سر دیکھتا ہے؟

جبریلِ امین سے اوپر بیان کردہ ملاقات کے علاوہ ایک مرتبہ اور بھی اللہ کے رسولؐ نے سدرۃ المنتہٰی کے پاس اُس کو اُترتے دیکھا جس کے قریب ہی جنت الماویٰ ہے۔اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا، جو کچھ بھی چھا رہا تھا۔نہ نگاہ اُسؐ کی چندھیائی اور نہ ہی بے قابو ہوئی اُسؐ نے اِس دوران اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں پورے سکون، ضبط اور یک سوئی کے ساتھ دیکھیں۔ [مفہوم آیات ۱ تا ۱۸]

اگلی آیات میں شرک کی نامعقولیت اور خود ساختہ معبودوں اور اُن کے ساتھ وابستہ عقائد کی بے ہودگی کو واضح کیا جا رہا ہے، افسوس یہ ہے کہ مسلمان امت میں دوسرے ناموں اور دوسرے طور سے اسی انداز کا شرک در آیا ہے، اس سورۃ کا مطالعہ اصلاحِ احوال کے لیے کل جتنا مفید تھا، آج بھی اُتنا ہی فائدہ مند ہے۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَ
مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ
الذَّكَرُ وَ لَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا
قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِىَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ
سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ
اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ
يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى
الْاَنْفُسُ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ
رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿۲۳﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا
تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾

بھلا تم نے لات، عُزّٰی، اور تیسری مناۃ پر کبھی کچھ غور بھی کیا؟ کیا بیٹے تمھارے لیے ہوں اور بیٹیاں اُس کے (یعنی اللہ کے) لیے؟ یہ تو بڑی ناروا تقسیم ہوئی! دراصل یہ کچھ نہیں ہیں محض نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ چھوڑے ہیں! اللہ نے ان کے لیے کوئی دلیل نہیں اُتاری ہے۔ درحقیقت محض خواہشاتِ نفس اور وہم و گمان کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، درآں حالے کہ ان کے رب کی جانب سے واضح ہدایت آچکی ہے۔ لیکن کیا انسان جو کچھ چاہے پالے گا؟ سو یاد رکھو کہ دنیا، اور آخرت کا مالک تو بس اللہ ہی ہے۔

بھلا تم نے کبھی اپنے گھڑے ہوئے، خود ساختہ دو عدد جھوٹے معبودوں، لات، عُزّٰی، اور ایسی ہی ایک اور تیسری دیوی مناۃ کی حقیقت پر کبھی کچھ غور بھی کیا؟ تم اللہ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہو جب کہ خود اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہو! واہ واہ! کیا بیٹے تمھارے لیے ہوں اور بیٹیاں اُس کے (یعنی اللہ کے) لیے؟ یہ تو بڑی ناروا تقسیم ہوئی! دراصل یہ کچھ نہیں ہیں محض نام ہیں [کسی کو تم حاجت روا پکارتے اور کسی کو مشکل کشا اور غوث الاعظم کہتے ہو!] جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ چھوڑے ہیں! اللہ نے ان کے [مزعومہ خدائی اختیارات کے] لیے کوئی دلیل نہیں اُتاری ہے۔ ان کی حماقت پر افسوس، درحقیقت مشرکین محض خواہشاتِ نفس اور وہم و گمان کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، درآں حالے کہ ان کے رب کی جانب سے واضح ہدایت آچکی ہے۔ یہ اپنی خواہش سے جو چاہیں بنا لیں، لیکن کیا انسان جو کچھ چاہے پالے گا؟ ہرگز نہیں، سو یاد رکھو کہ دنیا، اور آخرت کا مالک تو بس اللہ ہی ہے۔ اس کے قوانین کسی کی خواہش سے نہیں بدلتے۔ [مفہوم آیات ۱۹ تا ۲۵]

اب انھیں یہ بتایا جارہا ہے کہ اللہ کے مقرب ملائکہ بھی بلا اجازت کوئی سفارش نہیں کر سکتے۔ فرشتوں کی شفاعت کی بابت جو غلط خیالات اُنھوں نے اور اُن کے باپ دادا نے گھڑ لیے تھے اُن کا ابطال کیا ہے۔

اِن کے من گھڑت معبودوں کا کیا ذکر، آسمانوں میں لاتعداد فرشتے ہیں۔ جن کی شفاعت ذرا بھی کام نہیں آسکتی مگر یہ کہ اللہ کسی ایسے فرد کے لیے کوئی درخواست سننا چاہے جسے وہ پسند کرے اور شفاعت کے لیے اُس کے حق میں کچھ کہنے کی کسی کو اجازت دے۔ جو لوگ [نبیؐ کے مخاطبین کی طرف اشارہ ہے] آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو زنانہ ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ حالاں کہ فرشتوں کی جنس کے معاملے میں انھیں کوئی علم ہی نہیں ہے، وہ محض نفس کی سُجھائی خیالی باتیں بنا رہے ہیں۔، اور وہم و گمان تو اصل حقیقت کی جگہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اُن لوگوں سے جو ہمارے ذکر سے منہ پھیریں، اے نبی ﷺ آپؐ بھی اُن سے منہ پھیر لیں، ان کی سعی و جہد کا مقصود تو دنیاوی زندگی [میں بے حقیقت کام یابیوں] کے سوا کچھ نہیں ہے ان لوگوں کی عقل و دانش بس یہی کچھ سکھا سکتی ہے۔ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، تیرا رب خوب جانتا ہے کہ اس کے بتائے ہوئے راستے سے کون بھٹک گیا ہے اور کون صحیح راستے پر ہے۔

[مفہوم آیات ۲۶ تا ۳۰]

گناہوں کی زندگی سے توبہ کر کے اہلِ ایمان میں شمولیت کے لیے تکذیب اور مخالفت پر آمادہ اہلِ مکّہ کو ایمان کی دعوت کے ساتھ اب یہ بتایا جارہا ہے کہ وہ قدرت والا بڑا بادشاہ تمھارے نیک کاموں کو ہر گز ضائع نہیں کرے گا، اور جو لوگ بڑے گناہوں کے علاوہ کھلی بے حیائیوں سے بچتے رہیں گے اللہ تعالیٰ اُن کی دیگر خطاؤں کو معاف فرمادے گا۔ ساتھ ہی یہ بات بھی بتائی جارہی ہے کہ لوگوں کی اپنی پاکی داماں کی حکایات کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، اللہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کون کتنا متقی اور کتنا پرہیز گار و نیک ہے۔ یہاں ایک اور کانٹے کی بات سمجھائی جارہی ہے کہ کوئی آدمی دوسرے کا بوجھ نہ اُٹھا سکے گا، لہذا لیڈروں اور مذہبی ٹھیکے داروں کی یہ گارنٹی کہ ہم تمھارے گناہوں کا بوجھ اُٹھا لیں گے، ہمارے کہنے سے نیکی سے باز رہو اور شرک کی راہ پر چلتے رہو، ایک فضول بات

ہے، اور کہا جا رہا ہے کہ ہمارا نبی یہ کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا، یہ بات تو ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام جیسے برگزیدہ انبیا کے صحیفوں میں مذکور ہے اور یہ کہ دونوں نبیوں کے صحیفوں میں یہ اہم بات بیان ہوئی کہ: انسان کے لیے صرف اور صرف وہی کچھ ہے جو اُس نے خود نیک اعمال کی کمائی کی ہو گی [117]۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾

اللہ ہی کا ہے اور اسی کے اختیار و قدرت میں ہے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے [پس اُس کو واجب ہے] کہ وہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو عمدہ انعام سے نوازے جنھوں نے اچھے کام کیے اور بڑے بڑے گناہوں اور کھلی بے حیائیوں سے بچتے رہے مگر یہ کہ کچھ غلطیاں اُن سے ہو گئیں۔ وہ انھیں معاف فرما دے گا، اس میں شبہ نہیں کہ تیرے رب کا دامن مغفرت بہت وسیع ہے اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ...... آدم کے بیٹو! تم اپنے آپ کو بڑی چیز سمجھتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ وہ تمھیں تو اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اس نے (پہلی مرتبہ) تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور پھر جب تم اپنی ماؤں کے پیٹیوں میں جنین کی شکل میں رہے۔ لہٰذا اپنی پاک دامنی کے دعوے نہ کرو، تمھارے لیے تقویٰ ہی باعثِ شرف ہے اور وہ اُن لوگوں کو خوب بہتر جانتا ہے جو واقعی اللہ سے ڈرنے والے پرہیزگار ہیں۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھلا تم نے اُس شخص [118] کو دیکھا جو راہِ مستقیم سے پلٹ گیا، اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے اللہ کی راہ میں تھوڑا سا دیا اور پھر ہاتھ روک لیا، وہ سمجھتا ہے کہ آخرت میں بھی عالی مقام ہو گا۔ کیا اُس کے پاس علمِ غیب ہے کہ وہ بزعمِ خود معاملات کے پیچھے پوشیدہ اصل حقیقت کو دیکھ

---

117 یعنی کسی دوسرے کے نیک اعمال کسی طور اُس تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ ہی کوئی اُنھیں اپنے اکاونٹ سے دوسرے اکاونٹ میں منتقل [ٹرانسفر] کر سکتا ہے گویا بات صاف ہے کہ نہ ایصالِ عذاب ممکن ہے نہ ثواب!

118 اشارہ ہے وَلید بن مغیرہ کی طرف جو قریش کے بڑے سرداروں میں سے ایک تھا۔ ابن جریر طبری کی روایت ہے کہ یہ شخص پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کرنے پر آمادہ ہو گیا تھا۔ مگر جب اس کے ایک مشرک دوست کو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہونے کا ارادہ کر رہا ہے تو اس نے کہا کہ تم دینِ آبائی کو نہ چھوڑو، اگر تمھیں عذاب آخرت کا خطرہ ہے تو مجھے اِتنی رقم دے دو، میں ذمہ لیتا ہوں کہ تمھارے بدلے وہاں کا عذاب میں بھگت لوں گا۔ ولید نے یہ بات مان لی اور خدا کی راہ پر آتے آتے اس سے پھر گیا، مگر جو رقم اس نے اپنے مشرک دوست کو دینی طے کی تھی وہ بھی بس تھوڑی سی دی اور باقی روک لی۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرنے سے مقصود کفارِ مکہ کو یہ بتانا تھا کہ آخرت سے بے فکری اور دین کی حقیقت سے بے خبری نے ان کو کیسی جہالتوں اور حماقتوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ (تفہیم القرآن، سورۃ النّجم حاشیہ ۳۴)

رہا ہے ؟ کیا اسے ان باتوں کی کوئی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کے صحیفوں میں بیان ہوئی ہیں، ابراہیمؑ وہ برگزیدہ بندہ کہ جس نے وفاداری کا حق ادا کردیا! دونوں نبیوں کے صحیفوں میں یہی اہم بات بیان ہوئی کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور یہ کہ انسان کے لیے آخرت میں وہی ہے جو اُس نے [نیک اعمال کی] کمائی کی ہوگی، اس کے علاوہ کچھ نہیں، اور یہ کہ اس کی کمائی کا جلد جائزہ لیا جائے گا اور اس کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ آخر کار ہر ایک کو پہنچنا تیرے رب ہی کے پاس ہے۔ [مفہوم آیات ۳۱ تا ۴۲]

اب کفارِ مکّہ کو ڈرایا جارہا ہے کہ عاد اور ثمود اور قوم نوح اور قوم لوط کی بربادی کچھ طبعی حوادث کا نتیجہ نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اِسی شرک اور بغاوت کے جرم میں اُن کو پکڑا تھا جس پر آج کفار مکّہ اڑے ہوئے ہیں۔ اور اپنی روش کسی طور بدلنے پر تیار نہیں ہیں، کفارِ مکّہ اپنے تجارتی اسفار میں ان برباد قوموں کے آثارِ قدیمہ پر سے گزرتے تھے اور ان کی تاریخ سے واقف تھے، اسی لیے اِن کا حوالہ دے کر گویا پوچھا جارہا ہے کہ کیا تم بھی چاہتے ہو کہ برباد کردیے جاؤ؟

موسیٰؑ اور ابراہیمؑ کے صحیفوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ بے شک وہی [اللہ] ہے جو اپنی عطا سے ہنساتا ہے اور جو آزمائش سے رُلاتا ہے اور یہ کہ وہی ہے جو مارتا ہے اور زندگی بخشتا ہے، اور یہ کہ وہی ذات ہے جو ایک ہی بوند سے جب وہ رحمِ مادر میں ٹپکائی جاتی ہے تو جوڑے کے دونوں جُز نر اور مادہ کے [جو چاہے] پیدا کرتا ہے۔

اور یہ کہ پیدائش کے بعد مرے پیچھے دوبارہ اُٹھانا بھی اسی کے ذمہ ہے، اور یہ کہ اسی نے مال دار کیا اور جائیداد اور سرمائے والا بنادیا، اور یہ کہ وہی شِعریٰ کا بھی رب ہے۔ اور اُسی اللہ نے عادِ اوّل کو ہلاک کیا، اور ثمود کو بھی مٹایا ایسا کہ ان میں سے کسی کو بھی باقی نہ چھوڑا اور ان سے پہلے وہ قومِ نوح کو تباہ کر چکا ہے۔ بلاشبہ نوحؑ کی قوم کے لوگ بہت ہی سخت ظالم، طاغی و باغی مشرک لوگ تھے۔ اور قومِ لوط کی بستیوں کو جنھیں تم الٹی گری بستیاں جانتے ہو، اُن کو اُسی نے اٹھا پھینکا تھا، پھر طاری کردیا ان پر وہ کچھ [بد بختی اور عبرت کا نظارہ] جو تم جانتے ہی ہو کہ اُن کے [آثارِ قدیمہ] پر طاری ہے۔ پس اے مخاطب، [جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں تو قریش مکّہ کے منکرین کو خطاب کیا گیا تھا] اپنے رب کے کن کن کرشموں کے بارے میں شک کروگے؟ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ [مفہوم آیات ۴۳تا۵۵]

اللہ کا نبی سجدے میں گر گیا، آپ بھی سجدے میں گر جایئے

قرآن کی یہ عظیم الشّان معجز نما سورۃ اب اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے تصور میں مکّہ کا وہ ماحول لایئے جو مستقل مطالعہ سیرت کے دوران اور کاروانِ نبوت کی پیش قدمی کے نظارے سے آپ کی نگاہوں میں رچ بس چکا ہے، چشمِ تصور سے حرم میں کھڑے اللہ کے نبی ﷺ کو باآوازِ بلند اس سورۃ کو تلاوت کرتا دیکھیے اور کانوں میں اِن آیات کا رس خود اپنی ہی تلاوت سے گھولیے،

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُوْلٰى ﴿٥٦﴾ أَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَ أَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾ السجدہ

ذرا ایک ایک لفظ پر غور کیجیے، ارے جلدی کیجیے اللہ کا جلیل القدر خاتم النبیین پیغمبر سجدے میں گرا اپنی پیشانی اور ناک اللہ کے آگے ٹکائے ہوئے ہے، سارے کفار سجدے میں گرا دیے گئے ہیں، سجدے میں گر جایئے، سجدے میں گر جایئے!

> یہ قرآن ایک تنبیہ ہے پہلے آئی ہوئی [موسیٰؑ اور ابراہیمؑ پر آئی ہوئی جیسی] تنبیہات میں سے ایک۔ خبردار! قریب آنے والی گھڑی قریب آ گئی ہے، اللہ کے سوا کوئی اس کو ٹالنے والا نہیں ہو سکتا، تو اب کیا اس کلام مجید پر تم اظہار تعجب کرتے ہو اور باؤلے بنے ہنستے ہو، رونے کا مقام ہے، أَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿٦٠﴾ مدہوش ہو اور گا بجا کر حقیقت سے منہ چھپا رہے ہو؟ ہوش میں آؤ اور اللہ کے آگے سجدے میں گر جاؤ، اُسی کی بندگی بجالاؤ، [اے قریش کے لوگو! اِس رسول کی تصدیق کرو اور مومنین میں شامل ہو جاؤ۔] [مفہوم آیات ۵٦ تا ٦٢]

سجدے میں گر جایئے! اپنی پیشانی اور ناک ایک اَن دیکھے اللہ کے سامنے عاجزی سے رگڑ دیے، چاہے سیکولر عقل پرستوں کو یہ کتنا ہی احمقانہ عمل لگتا ہو کہ ایک زندہ انسان ایک نادیدہ ہستی کے سامنے خوف اور رہبت سے ڈرے اور کانپے، پھر جھکتے جھکتے اتنا جھکے کہ اپنا سر زمین پر اُس کے آگے ذلت کے ساتھ ٹیک دے اور اپنی ناک بھی زمین سے لگا کر بڑے بادشاہ کے سامنے اپنی عاجزی کا اظہار کرے! شاید کہ مالک کو رحم آئے، وہ پلٹ آئے، ہمیں معاف کر دے، اپنے حبیب ﷺ کی امت پر

سے ذلت و نکبت کے دن ٹال دے اور دو عالم میں محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لائے ہوئے دین کا بول بالا ہو جائے۔

☆☆☆☆